نوحہ

خنجر رواں ہے سوچتے ہیں شاہِ بحر و بَر
میرا یہ حال میری سکینہؑ نہ دیکھ لے

مرنے کا کوئی خوف نہیں بس یہی ہے ڈر
میرا یہ حال میری سکینہؑ نہ دیکھ لے

جن اُنگلیوں کو تھام کے چلتی تھی وہ کبھی
اَنگُشتری کے واسطے کَٹ جائیں گی ابھی
معبود التجا ہے یہی ہاتھ جوڑ کر

زلفیں جو میری بیٹی کو لگتی تھیں دل نشیں
اِن کو پکڑ کے کھینچ رہا ہے ابھی لعیں
غش کھا کے گِر پڑے گی مری بچی خاک پر

خنجر نہیں چلے تو ستم ایسے ڈھاتا ہے
چہرے پہ شمر میرے طمانچے لگاتا ہے
اِس وقت میرا چہرہ ہوا ہے لہو میں تر

میں زخم اپنے سینے پہ کھاؤں گا بار بار
چاہے یہ فوج تیر بھی مارے مجھے ہزار
پامالی کا بھی خوف نہیں ہے مجھے مگر

ستر قدم سے دیکھ رہی ہے بہن یہ حال
دل میں مگر حسینؑ کے ہے ایک ہی خیال
خیمے میں کچھ سکینہؑ کو آئے نہیں نظر

مقتل میں شاہِ دیں کا بدن کانپنے لگا
بابا کہاں ہو آئی سکینہؑ کی یہ صدا
شہہؑ کا اِسی خیال سے ٹکڑے ہوا جگر

مجھ کو بھی یہ یقین ہے ازلانؔ اعظمی
مرنے کے بعد بھی مرے مولا کی فکر تھی
نوکِ سناں پہ اُٹھے گا جس وقت میرا سر

شاعرِ اہلِ بیتؑ: ارسلانؔ اعظمی